جس کا پتہ ہو کہ قرض کے ساتھ کچھ زیادہ واپس کرتا ہے، اس کو قرض دینا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0514

تاریخ اجراء: 16 شعبان المعظم 1446ھ / 15 فروری 2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ کسی ایسے شخص کو قرض دینا جس کی عادت ہے کہ وہ قرض واپس کرتے وقت اپنی طرف سے اضافی رقم دیتا ہے، یعنی سود پر قرض نہیں لیتا لیکن جب بھی کسی سے قرض لیتا ہے واپسی پر اضافی رقم اپنی خوشی سے دیتا ہے تو کیا ایسے شخص کو قرض دینا اور واپسی پر اضافی رقم لینا گناہ ہو گا؟ کیونکہ اسے دینے والا جانتا ہے کہ وہ اضافی رقم دے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قرض واپس کرتے وقت مقروض اگر قرض سے زیادہ لوٹائے اور یہ زیادہ دینا عقد میں کسی طرح شرط نہ ہو تو شرعاً یہ سود نہیں اور اس کا لینا جائز و حلال ہے اور دینا نا صرف جائز ہے بلکہ سنت اور اچھے اخلاق میں سے ہے، تو اگر کوئی اس میں مشہور ہے تو وہ فعلِ سنت کا عادی اور اچھے اخلاق کا مالک ہے اور یہ اس کے سخی ہونے کی علامت ہے اور مقروض کے سخی ہونے کو فقہائے کرام نے اس چیز کی دلیل قرار دیا کہ جو اضافہ دے رہا ہے وہ سود نہیں، بلکہ ایسے شخص کو قرض دینا اور بلا شرط اضافہ لینا بھی جائز رہے گا، البتہ یہ لین دین عادت کی وجہ سے خود شرط عادی کے درجے میں نہ پہنچ جائے ورنہ حرام ہو جائے گا اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ کوئی سخی اپنی سخاوت سے زیادہ دیتا ہے تب بھی اسے اس نیت سے قرض دینا کہ واپسی میں زیادہ دے، یہ نیت مذموم ہے کہ دوسروں کے مال پر اس طرح نظر رکھنا شرعا پسندیدہ نہیں۔

تفصیل و دلائل درج ذیل ہیں:

قرض واپس کرتے وقت اگر زیادتی عقد میں کسی طرح شرط نہ ہو تو شرعاً یہ سود نہیں اور اس کا لینا دینا جائز ہے۔

ذخیرہ میں ہے:"واذا أرجح فی بدل القرض لولم یکن الرجحان مشروطافی القرض لا بأس به" ترجمہ: اگر کوئی قرض کے بدلے میں زیادہ دے اور یہ زیادہ دینا مشروط نہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (الذخیرۃ البرھانیة، ج 11، ص 109، دار الکتب العلمیة)

حاشیہ سندی علی ابن ماجہ اور مرقاۃ المفاتیح میں ہے، والنص للآخر: "من استقرض شیئافرد أحسن أو أکثر منه من غیر شرطه کان محسنا ویحل ذلك للمقرض۔۔۔ ولیس ھو من قرض جر منفعة; لأن المنھي عنه ما کان مشروطافي عقد القرض" ترجمہ: جو کسی سے قرض لے اور واپسی میں اس سے بہتر یا زیادہ واپس کرے جبکہ اس کی پہلے سے شرط نہ ہو تو ایسا کرنے والا نیکی کرنے والا ہے اور قرض دینے والے کے لیے بھی یہ زیادتی لینا جائز ہے۔۔۔ یہ وہ قرض نہیں جو منافع لایا کہ ممنوع وہ منافع ہے جو قرض میں مشروط ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج 5، ص 1954، دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "واپسی قرض میں اُس چیز کی مثل دینی ہو گی جو لی ہے نہ اُس سے بہتر نہ کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اُس کو لے سکتا ہے۔ یوہیں جتنا لیا ہے ادا کے وقت اُس سے زیادہ دیتا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔" (بہار شریعت، ج 2، حصہ 11، ص 759، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بلکہ اپنی طرف سے زیادہ دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: "عن جابر بن عبد اللہ قال: أتیت النبي صلی اللہ علیه وسلم۔۔۔ وکان لي علیه دین، فقضاني وزادني" ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔۔۔ میرا کچھ قرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے پر تھا تو آپ نے میرا قرض لوٹایا اور مجھے (میرے قرض سے) زیادہ دیا۔ (صحیح البخاری، ج 3، ص 117، المطبعة الکبری الأمیریة، ببولاق، مصر)

مسلم شریف میں ہے: "عن أبي ھریرة قال: استقرض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سنافأعطی سنا فوقه وقال: خیارکم محاسنکم قضاء" ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دانت والا اونٹ (کم عمر) کسی سے قرض لیا اور واپسی میں اس سے بڑھ کر (چار دانتوں والا اونٹ یعنی بڑا اونٹ) دیا اور فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے سے قرض لوٹائے۔ (صحیح المسلم ج 5، ص 55، دار الطباعة العامرة، ترکیا)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اس فعل حسن کی ترغیب بھی ارشاد فرمائی، اور ایسا کرنے والوں کو بہترین مسلمانوں

میں سے شمار کیا جیسا کہ سنن للنسائی میں "فان خیر المسلمین احسنهم قضاء" کے الفاظ ہیں۔(ج 6، ص 61) ایک جگہ اللہ کے بہترین بندے قرار دیا، جیسا کہ السنن الکبری للبیھقی میں "فان خیار عباد اللہ أحسنهم قضاء" کے الفاظ ہیں۔(ج 5، ص 578) اور ایک جگہ بہترین لوگ قرار دیا، جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں: "فان خیر الناس احسنهم قضاء" (ج 2، ص 767) کے الفاظ ہیں، مؤطاامام مالک بروایت امام محمد میں انہی الفاظ کے بعد لکھا: "قال محمد: وبقول ابن عمر نأخذ لا بأس بذلک، اذا کان من غیر شرط اشترط علیه وھو قول أبی حنیفة رحمه اللہ" ترجمہ: امام محمد نے فرمایا: حضرت ابن عمر کا قول ہم اخذ کرتے ہیں (یعنی زیادتی کو جائز قرار دیتے ہیں) جبکہ مقروض پر بغیر شرط قرار دیے ہو اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔(مؤطأ امام مالک روایة محمد بن الحسن الشیبانی، ص 293، المکتبة العلمیة)

اس "احسنِ قضا" کی تفسیر "زیادہ دینا" خود فعلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے، نیز علامہ عینی نے صراحت کے ساتھ لکھا: "لأن القضاء مع زیادة ھو حسن القضاء" ترجمہ: کیونکہ اضافے کے ساتھ قرض ادا کرنا اچھے سے ادا کرنا ہے۔(عمدة القاري، ج 12، ص 232، دار إحياء التراث العربي)

ائمہ کرام نے اسے سنت، مکارم اخلاق، مخفی صدقہ، اور ایسا کرنے والے کو من جانب اللہ توفیق یافتہ بندہ قرار دیا۔

حاشیہ سندی علی ابن ماجہ اور مرقاۃ المفاتیح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، والنص للآخر: "الحدیث دلیل علی أن رد الأجود في القرض أو في الدین سنة و مکارم الأخلاق" ترجمہ: حدیث اس پر دلیل ہے کہ قرض یا دین میں بہتر شے واپس کرنا سنت اور اچھے اخلاق میں سے ہے۔(مرقاۃ المفاتیح، ج 5، ص 1954، دار الفکر)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیض القدیر میں لکھا: "قال بعض العارفین: فإذا کان لأحد عندك دین و قضیته فأحسن القضاء وزده في الکیل والوزن وأرجح تکن بذلك من خیار العباد وھو الکرم الخفي اللاحق بصدقة السر" ترجمہ: بعض عارفین نے کہا: جب تم پر کسی کا قرض ہو اور تم قرض لوٹاؤ تو بہتر طریقے سے قرض لوٹاؤ، ناپ تول میں زیادتی کرو، اس وجہ سے تم بہترین لوگوں میں سے ہو جاؤ گے، اور یہ مخفی کرم ہے جو سری صدقے کے حکم میں ہے۔(فیض القدیر، ج 3، ص 480، المکتبة التجاریة الکبری، مصر)

شرح زرقانی علی المؤطا میں ہے: "(فإن خیار الناس أحسنهم قضاء) للدین، قال البوني: أظنه أراد أن اللہ یوفق لهذا خیار الناس" ترجمہ: بہتر انسان وہ ہے جو دین لوٹاتے وقت بہتر شے دے۔ بونی نے کہا: میں سمجھتا ہوں

کہ حضور علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ اس چیز کی توفیق اچھے لوگوں کو عطا کی جاتی ہے۔(شرح زرقانی علی المؤطا، ج3، ص 498، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرۃ)

اور مقروض اگر سخاوت میں مشہور ہو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو اضافہ اس نے دیا وہ قرض کا بدل نہیں جیسے کہ اگر مقروض سخاوت میں مشہور ہو اور دائن کو تحفہ دے تو فقہاء نے اس شہرت کو ہبہ کے بدلِ قرض نہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے، جیسے کہ محیط للبرھانی، ہندیہ، بحر الرائق، تاتارخانیہ اور خلاصہ میں قاضی خان کے حوالے سے ہے، و النص للخلاصۃ: ”فی فتاوی قاضی الامام: والسبب الظاھر قائم مقام العلم وھو ان یکون بینھما مھاداۃ قبل القرض لقرابۃ أو صداقۃ أو غیرھا اذا کان المھدی رجلا معروفا بالجود والسخاوۃ فانہ یقوم مقام العلم أنہ أھدی الیہ لا لاجل الدین“ ترجمہ: قاضی امام کے فتاوی میں ہے: اور سبب ظاہر علم کے قائم مقام ہے اور وہ (یہاں) یہ ہے کہ دائن و مدیون کے درمیان قرض سے پہلے تحفہ تحائف دینا قرابت یا دوستی کی وجہ سے ہو، یا اس کے علاوہ کوئی سبب ہو جیسے تحفہ دینے والا جود و سخا میں مشہور ہو کیونکہ یہ چیز اس علم کے قائم مقام ہے کہ اس نے یہ دین کی وجہ سے نہیں دیا۔(خلاصۃ الفتاوی، ج2، ص352، طبع کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net